انوار الانتباہ فی حل نداء یارسول اللہ

یارسول اللہ کہنے کے جواز کے بارے میں نورانی تنبیہیں

تصنیف لطیف:۔

اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا علیہ الرحمہ

ALAHAZRAT NETWORK

اعلحضرت نیٹ ورک

www.alahazratnetwork.org

رسالہ

انوار الانتباہ فی حل نداء یارسول اللہ

(یارسول اللہ کہنے کے جواز کے بارے میں نورانی تنبیہیں)

مسئلہ ۱۶۴

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید موحد مسلمان جو خدا کو خدا اور رسول کو رسول جانتا ہے، نماز کے بعد اور دیگر اوقات میں رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو بکلمہ یا ندا کرتا اور الصلوۃ والسلام علیك یارسولَ اللّٰہ یا اسئلك الشفاعۃَ یارسولَ اللّٰہ کہا کرتا ہے، یہ کہنا جائز ہے یا نہیں؟ اور جو لوگ اسے اس کلمہ کی وجہ سے کافر و مشرک کہیں ان کا کیا حکم ہے؟ بیّنوا بالکتاب توجروا یوم الحساب (کتاب سے بیان فرمائیے روزِ حساب اجر دئے جاؤ گے۔ ت)

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفی والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ المصطفیٰ واٰلہ واصحابہ اُولی الصدق والصفا۔

کلماتِ مذکورہ بے شک جائز ہیں جن کے جواز میں کلام نہ کرے گا مگر سفیہ جاہل یا ضال مضل، جسے اس مسئلہ کے متعلق قدرے تفصیل دیکھنی ہو شفاء السقام امام علام بقیۃ المجتہدین الکرام تقی الملۃ والدین ابوالحسن علی سبکی و مواہب اللدنیہ امام احمد قسطلانی شارح صحیح بخاری و شرح مواہب علامہ زرقانی و مطالع المسرات علامہ فاسی و مرقاۃ شرح مشکوٰۃ علامہ علی قاری و لمعات و اشعۃ اللمعات شروح مشکوٰۃ و جذب القلوب الی دیار المحبوب و مدارج النبوۃ تصانیف شیخ عبدالحق محدث دہلوی و افضل القریٰ شرح اُم القریٰ امام ابن حجر مکی وغیرہا کتب و کلام علمائے کرام و فضلائے عظام علیہم رحمۃ اللہ العلام کی طرف رجوع لائے یا فقیر کا رسالہ الاھلال بفیض الاولیاء بعد الوصال مطالعہ کرے۔

یہاں فقیر بقدرِ ضرورت چند کلمات اجمالی لکھتا ہے، حدیث صحیح مذیّل بطراز گرانبہائے تصحیح جسے امام نسائی و امام ترمذی و ابنِ ماجہ و حاکم و بیہقی و امام الائمہ ابن خزیمہ و امام ابوالقاسم طبرانی نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا اور ترمذی نے حسن غریب صحیح اور طبرانی و بیہقی نے صحیح اور حاکم نے بر شرطِ بخاری و مسلم جس میں حضورِ اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک نابینا کو دُعا تعلیم فرمائی کہ بعد نماز یُوں کہے:

اللھم انی اسئلك واتوجہ الیك بنبیك محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بك الٰی ربی فی حاجتی ھذہٖ لتقضٰی لی اللھم فشفعہ فیّ۔[1]

اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں بوسیلہ تیرے نبی محمد صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے کہ مہربانی کے نبی ہیں، یا رسول اللہ! میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اس حاجت میں توجہ کرتا ہوں کہ میری حاجت روا ہو۔ الٰہی ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

---

[1] جامع ترمذی ابواب الدعوات باب فی انتظار الفرج وغیر ذلک امین کمپنی دہلی ۲/ ۱۹۷
سنن ابن ماجۃ باب ماجاء فی صلوٰۃ الحاجۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۰۰
المستدرک للحاکم کتاب الدعا مکتبہ اسلامیہ بیروت ۱/ ۵۱۹ و صحیح ابن خزیمۃ باب صلوٰۃ الترغیب ۲/ ۲۲۶

امام طبرانی کی معجم میں یُوں ہے :

انّ رجلاً کان یختلف الی عثمان بن عفان رضی اللہ تعالٰی عنہ فی حاجۃ لہ وکان عثمان لایلتفت الیہ ولا ینظر فی حاجتہ فلقی عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ فشکٰی ذٰلک الیہ فقال لہ عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ ائت المیضاءۃ فتوضأ ثم ائت المسجد فصلّ فیہ رکعتین ثم قل اللّٰھم انی اسئلک و اتوجّہ الیک بنبینا نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجّہ بک الٰی ربّی فیقضی حاجتی، وتذکر حاجتک و رُح الیّ حتی اَرُوح معک. فانطلق الرجل فصنع ما قال لہ ثم اتی باب عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ فجاء البوّاب حتی اخذہ بیدہ فادخلہ علی عثمان بن عفان رضی اللہ تعالٰی عنہ فاجلسہ معہ علی الطنفسۃ وقال حاجتک؟ فذکر حاجتہ فقضاھا لہ ثم قال ما ذکرت حاجتک حتی کانت ھذہ الساعۃ وقال ما کان لک من حاجۃ فأتنا، ثم انّ الرجل خرج من عندہ فلقی عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ فقال لہ جزاک اللہ خیرا ماکان ینظر فی حاجتی ولا یلتفت الیّ حتی

یعنی ایک حاجتمند اپنی حاجت کے لئے امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی خدمت میں آتا جاتا، امیر المومنین نہ اس کی طرف التفات فرماتے نہ اس کی حاجت پر نظر فرماتے، اس نے عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اس امر کی شکایت کی، انھوں نے فرمایا وضو کرکے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھ پھر دُعا مانگ: "الٰہی! میں تجھ سے سوال کرتا ہُوں اور تیری طرف اپنے نبی محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے وسیلے سے توجہ کرتا ہوں، یارسول اللہ! میں حضور کے توسّل سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہُوں کہ میری حاجت روا فرمائے۔" اور اپنی حاجت ذکر کر، پھر شام کو میرے پاس آنا کہ میں بھی تیرے ساتھ چلوں۔ حاجتمند نے (کہ وہ بھی صحابی یا لااقل کبار تابعین میں سے تھے) یُوں ہی کیا، پھر آستانِ خلافت پر حاضر ہُوئے، دربان آیا اور ہاتھ پکڑ کر امیر المومنین کے حضور لے گیا، امیر المومنین نے اپنے ساتھ مَسند پر بٹھا لیا، مطلب پُوچھا، عرض کیا، فوراً روا فرمایا، اور ارشاد کیا اتنے دنوں میں اس وقت اپنا مطلب بیان کیا، پھر فرمایا: جو حاجت تمھیں پیش آیا کرے ہمارے پاس چلے آیا کرو۔ یہ صاحب وہاں سے نکل کر عثمان بن حنیف سے ملے اور کہا اللہ تعالٰی تمھیں جزائے خیر دے امیر المومنین میری حاجت پر نظر اور میری طرف توجہ نہ فرماتے تھے یہاں تک کہ

کلمتہ فی فقال عثمٰن بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ واللہ ما کلمتہ ولکن شھدت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واتاہ رجل ضریرٌ فشکا الیہ ذھاب بصرہ فقال لہ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ائت المیضاۃ فتوضأ ثم صل رکعتین ثم ادع بھٰذہ الدعوات فقال عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ فواللہ ما تفرقنا وطال بنا الحدیث حتی دخل علینا الرجل کانہ لم یکن بہٖ ضرٌ قط۔[1]

آپ نے ان سے میری سفارش کی۔ عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! میں نے تو تمہارے معاملے میں امیر المومنین سے کچھ بھی نہ کہا مگر ہُوا یہ کہ میں نے سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دیکھا حضور کی خدمتِ اقدس میں ایک نابینا حاضر ہُوا اور نابینائی کی شکایت کی حضور نے یونہی اس سے ارشاد فرمایا کہ وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھے پھر یہ دُعا کرے۔ خدا کی قسم ہم اُٹھنے بھی نہ پائے تھے باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ ہمارے پاس آیا گویا کبھی وہ اندھا نہ تھا۔

امام طبرانی پھر امام منذری فرماتے ہیں والحدیث صحیح[2]۔ امام بخاری کتاب الادب المفرد[عہ] میں اور امام ابن السنی و امام ابن بشکوال روایت کرتے ہیں:

ان ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما خدرت رجلہ فقیل لہ اذکر احب الناس الیک فصاح یا محمداہ فانتشرت[3]

یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کا پاؤں سوگیا، کسی نے کہا انہیں یاد کیجئے جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ حضرت نے باآوازِ بلند کہا یا محمداہ! فوراً پاؤں کھُل گیا۔

عہ ولفظ البخاری فی الادب المفرد خدرت رجل ابن عمر فقال لہ رجل اذکر احب الناس الیک فقال یا محمد[4] ۱۲ منہ

[1] و [2] الترغیب والترھیب بحوالہ الطبرانی الترغیب فی صلوٰۃ الحاجۃ حدیث ۱ مصطفی البابی مصر ۱/۴۷۶ تا ۴۷۴
مجمع الزوائد " " باب صلوٰۃ الحاجۃ دار الکتاب بیروت ۲/۲۷۹
[3] عمل الیوم واللیلۃ حدیث ۱۶۸ دائرۃ المعارف النعمانیہ ص ۴۷
[4] الادب المفرد حدیث ۹۶۴ مکتبۃ الاثریۃ سانگلہ ص ۲۵۰

امام نووی شارح صحیح مسلم رحمہ اللہ تعالٰی نے کتاب الاذکار میں اس کی مثل حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے نقل فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کے پاس کسی آدمی کا پاؤں سو گیا تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا، تو اس شخص کو یاد کر جو تمھیں سب سے زیادہ محبوب ہے۔ تو اس نے یا محمداہ کہا، اچھا ہو گیا[1] اور یہ امر ان دو صحابیوں کے سوا اوروں سے بھی مروی ہوا۔ اہل مدینہ میں قدیم سے اس یا محمداہ کہنے کی عادت چلی آتی ہے۔

علامہ شہاب خفاجی مصری نسیم الریاض شرح شفاء امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں :

ھذا مما تعاھدہ اھل المدینۃ[2] یہ اہل مدینہ کے معمولات میں سے ہے۔ (ت)

حضرت بلال بن الحارث مزنی سے قحط عام الرمادہ میں کہ بعد خلافت فاروقی ۱۸ھ میں واقع ہوا، ان کی قوم بنی مزینہ نے درخواست کی کہ ہم مرے جاتے ہیں کوئی بکری ذبح کیجئے، فرمایا بکریوں میں کچھ نہیں رہا ہے۔ انھوں نے اصرار کیا، آخر ذبح کی، کھال کھینچی تو نری سرخ ہڈی نکلی۔ یہ دیکھ کر بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ندا کی : یا محمداہ۔ پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے خواب میں تشریف لاکر بشارت دی۔ ذکرہ فی الکامل[3] (اس کو کامل میں ذکر کیا گیا۔ ت)

امام مجتہد فقیہ اجل عبدالرحمٰن ہذلی کوفی مسعودی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پوتے اور اجلہ تبع تابعین و اکابر ائمہ مجتہدین سے ہیں سر پر بلند ٹوپی رکھتے جس میں لکھا تھا : مُحَمَّدٌ یامنصورُ۔ اور ظاہر ہے کہ اَلْقَلَمُ اَحَدُ اللِّسَانَیْنِ (قلم دو زبانوں میں سے ایک ہے۔ ت)۔ ہیثم بن جمیل انطاکی کہ ثقات علمائے محدثین سے ہیں انھیں امام اجل کی نسبت فرماتے ہیں :

رأیتہ وعلٰی رأسہ قلنسوتہ اطول من ذراع مکتوبٌ فیھا مُحَمَّدٌ یا منصورُ۔ ذکرہ فی التھذیب وغیرہ۔[4] میں نے ان کو دیکھا ان کے سر پر ہاتھ بھر سے لمبی ٹوپی تھی جس میں لکھا ہوا تھا محمدٌ یامنصور۔ اس کو تہذیب التہذیب وغیرہ میں ذکر کیا ہے۔ (ت)

امام شیخ الاسلام شہاب رملی انصاری کے فتاوٰی میں ہے :

سُئِل عمّا یقعُ من العامّۃِ من قولھم لیعنی ان سے استفتاء ہوا کہ عام لوگ جو سختیوں

[1] الاذکار باب مایقولہ اذا خدرت رجلہ دار الکتاب العربی بیروت ص ۲۷۱
[2] نسیم الریاض شرح الشفاء فصل فیما روی عن السلف مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات الہند ۳/ ۳۵۵
[3] الکامل فی التاریخ لابن الاثیر ذکر القحط و عام الرمادہ دار صادر بیروت ۲/ ۵۵۶
[4] میزان الاعتدال فی نقد الرجال ترجمہ ۴۹۰۷ دار المعرفۃ للطباعۃ ۲/ ۵۷۴

عند الشدائد یا شیخ فلان و نحو ذٰلك من الاستغاثة بالانبیاء والمرسلین والصالحین وھل للمشائخ اغاثة بعد موتھم ام لا؟ فاجاب بما نصّہ اَنّ الاستغاثة بالانبیاء والمرسلین والاولیاء والعلماء الصالحین جائزۃٌ وللانبیاء و للرسل والاولیاء والصالحین اغاثة بعد موتھم[1] الخ۔

کے وقت انبیاء ومرسلین واولیاء وصالحین سے فریاد کرتے اور یاشیخ فلاں (یارسول اللہ، یاعلی، یاشیخ عبدالقادر جیلانی) اور ان کی مثل کلمات کہتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور اولیاء بعد انتقال کے بھی مدد فرماتے ہیں یا نہیں؟ انھوں نے جواب دیا کہ بیشک انبیاء ومرسلین واولیاء و علماء سے مدد مانگنی جائز ہے اور وہ بعد انتقال بھی امداد فرماتے ہیں الخ۔

علامہ خیر الدین رملی اُستاذ صاحبِ دُرِمختار، فتاوٰی خیریہ میں فرماتے ہیں:

قولھم یا شیخ عبدالقادر فھو نداء فما الموجب لحرمتہ[2]

لوگوں کا کہنا کہ "یاشیخ عبدالقادر" یہ ایک نداء ہے پھر اس کی حُرمت کا سبب کیا ہے۔

سیدی جمال بن عبداللہ بن عمر مکی اپنے فتاوٰی میں فرماتے ہیں،

سئلت ممن یقول فی حال الشدائد یارسول اللہ او یا علی او یاشیخ عبدالقادر مثلًا ھل ھو جائز شرعًا ام لا؟ اجبت نعم الاستغاثة بالاولیاء و نداؤھم والتوسل بھم امرٌ مشروع وشیئٌ مرغوب لاینکرہٗ الا مُکابرٌ اَوْ مُعانِدٌ وَ قَدْ حُرِمَ بَرَکَةَ الْاَوْلِیَاءِ الْکِرَامِ[3] الخ۔

یعنی مجھ سے سوال ہوا اس شخص کے بارے میں جو مصیبت کے وقت میں کہتا ہو یارسول اللہ یا یاعلی یا یاشیخ عبدالقادر، مثلاً، آیا یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ میں نے جواب دیا: ہاں اولیائے سے مدد مانگنی اور انھیں پکارنا اور ان کے ساتھ توسّل کرنا شرع میں جائز اور پسندیدہ چیز ہے جس کا انکار نہ کرے گا مگر ہٹ دھرم یا صاحبِ عناد، اور بیشک وہ اولیاءِ کرام کی برکت سے محروم ہے۔

امام ابن جوزی نے کتاب عیون الحکایات میں تین اولیائے عظام کا عظیم الشان واقعہ بسندِ مسلسل

---

[1] فتاوی الرملی فی فروع الفقہ الشافعی مسائل شتّٰی دارالکتب العلمیہ بیروت ۴/۷۳۳

[2] فتاوٰی خیریہ کتاب الکراہیۃ والاستحسان دارالمعارفۃ للطباعۃ بیروت ۲/۱۸۲

[3] فتاوٰی جمال بن عبداللہ بن عمر مکی

روایت کیا کہ وہ تین بھائی سوارانِ دلاور ساکنانِ شام تھے کہ ہمیشہ راہِ خدا میں جہاد کرتے،

فاسرہ الروم مرۃ فقال لھم الملک انی اجعل فیکم الملک وازوجکم بناتی و تدخلون فی النصرانیۃ فابوا وقالوا یا محمداہ[1]

یعنی ایک بار نصارٰی روم انھیں قید کرکے لے گئے، بادشاہ نے کہا میں تمھیں سلطنت دوں گا اور اپنی بیٹیاں تمھیں بیاہ دوں گا تم نصرانی ہو جاؤ۔ انھوں نے نہ مانا اور ندا کی یا محمداہ۔

بادشاہ نے دیگوں میں تیل گرم کرا کر دو صاحبوں کو اس میں ڈال دیا، تیسرے کو اللہ تعالٰی نے ایک سبب پیدا فرماکر بچالیا۔ وہ دونوں چھ مہینے کے بعد مع ایک جماعت ملائکہ کے بیداری میں ان کے پاس آئے اور فرمایا: اللہ تعالٰی نے تمھاری شادی میں شریک ہونے کو بھیجا ہے۔ انھوں نے حال پوچھا۔ فرمایا:

ماکانت الا الغطسۃ التی رأیت حتی خرجنا فی الفردوس۔

بس وہی تیل کا ایک غوطہ تھا جو تم نے دیکھا اس کے بعد ہم جنتِ اعلٰی میں تھے۔

امام فرماتے ہیں:

کانوا مشھورین بذلک معروفین بالشام فی الزمن الاول۔

یہ حضرات زمانۂ سلف میں مشہور تھے اور ان کا یہ واقعہ معروف۔

پھر فرمایا: شعراء نے ان کی منقبت میں قصیدے لکھے، از انجملہ یہ بیت ہے:

سیعطی الصادقین بفضل صدق نجاۃ فی الحیٰوۃ وفی الممات[2]

"قریب ہے کہ اللہ تعالٰی سچے ایمان والوں کو اُن کے سچ کی برکت سے حیات و موت میں نجات بخشے گا۔"

یہ واقعہ عجیب، نفیس و رُوح پرور ہے۔ میں بخیالِ تطویل اسے مختصر کرگیا۔ تمام و کمال امام جلال الدین سیوطی کی شرح الصدور میں ہے من شاء فلیرجع الیہ (جو تفصیل چاہتا ہے اس کی طرف رجوع کرے۔ ت) یہاں مقصود اس قدر ہے کہ مصیبت میں "یارسول اللہ" کہنا اگر شرک ہے تو مشرک کی مغفرت و شہادت کیسی، اور جنت الفردوس میں جگہ پائی کیا معنے، اور ان کی شادی میں

---

[1] شرح الصدور بحوالہ عیون الحکایات باب زیارۃ القبور وعلم الموتی الخ خلافت اکیڈمی منگورہ سوات ص ۹۰

[2] " " " " " " " " " " " " ص ۹۰

فرشتوں کو بھیجنا کیونکر معقول ؛ اور ان ائمہ دین نے یہ روایت کیونکر مقبول اور ان کی شہادت و ولایت کس وجہ سے مسلم رکھی ۔ اور وہ مردانِ خدا خود بھی سلفِ صالح میں تھے کہ واقعہ شہر طرطوس کی آبادی سے پہلے کا ہے کما ذکرہٗ فی الرِّوَایة نفسھا (جیساکہ خود روایت میں ذکر کیا ہے ۔ ت) اور طرطوس ایک ثغر ہے یعنی دار الاسلام کی سرحد کا شہر جسے خلیفہ ہارون رشید نے آباد کیا کما ذکرہ الامام السیوطی فی تاریخ الخلفاء (جیساکہ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے تاریخ الخلفاء میں اس کو ذکر کیا ہے ۔ ت)

ہارون رشید کا زمانہ زمانۂ تابعین وتبع تابعین تھا تو یہ تینوں شہدائے کرام اگر تابعی نہ تھے لا اقل تبع تابعین سے تھے واللہ الھادی (اور اللہ ہی ہدایت دینے والا ہے ۔ ت)

حضور پُرنور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ ارشاد فرماتے ہیں :

من استغاث بی فی کربة کشفت عنه و من نادیٰ باسمی فی شدة فرجت عنه ومن توسل بی الی اللہ عزوجل فی حاجة قضیت له ومن صلی رکعتین یقرؤ فی کل رکعة بعد الفاتحة سورة الاخلاص احدیٰ عشرة مرة ثم یصلی علی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم بعد السلام ویسلم علیه ویذکرنی ثم یخطو الی جھة العراق احدیٰ عشرة خطوة یذکر فیھا اسمی ویذکر حاجته فانھا تقضی باذن اللہ[2]

یعنی جو کسی تکلیف میں مجھ سے فریاد کرے وہ تکلیف دفع ہو اور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر ندا کرے وہ سختی دُور ہو اور جو کسی حاجت میں اللہ تعالٰی کی طرف مجھ سے توسل کرے وہ حاجت برآئے ۔ اور جو دو رکعت نماز ادا کرے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص گیارہ بار پڑھے پھر سلام پھیر کر نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجے اور مجھے یاد کرے ، پھر عراق شریف کی طرف گیارہ قدم چلے ان میں میرا نام لیتا جائے اور اپنی حاجت یاد کرے اس کی وہ حاجت روا ہو اللہ کے اذن سے ۔

---

[1] شرح الصدور باب زیارۃ القبور مصطفی البابی مصر ص ۸۹
[2] بہجۃ الاسرار ذکر فضل اصحابہ وبشراہم ص ۱۰۲
زبدۃ الاسرار ذکر فضل اصحابہ ومریدیہ ومحبیہ بکسلنگ کمپنی بمبئی ص ۱۰۱

اکابر علمائے کرام و اولیائے عظام مثل امام ابوالحسن نورالدین علی بن جریر لخمی شطنوفی و امام عبداللہ بن اسعد یافعی مکی، مولانا علی قاری مکی صاحب مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، مولٰنا ابوالمعالی محمد سلمی قادری و شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اپنی تصانیف جلیلہ بہجۃ الاسرار و خلاصۃ المفاخر و نزہۃ الخاطر و تحفۂ قادریہ و زبدۃ الآثار وغیرہا میں یہ کلمات رحمت آیات حضور غوث پاک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے نقل و روایت فرماتے ہیں۔

یہ امام ابوالحسن نورالدین علی مصنف بہجۃ الاسرار شریف اعاظم علماء و ائمۂ قراءات و اکابر اولیاء و سادات طریقت سے ہیں، حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالٰی عنہ تک صرف دو[2] واسطے رکھتے ہیں، امام اجل حضرت ابوصالح نصر قدس سرہٗ سے فیض حاصل کیا انھوں نے اپنے والد ماجد حضرت ابوبکر تاج الدین عبدالرزاق نور اللہ مرقدہٗ سے اُنھوں نے اپنے والد ماجد حضور پُرنور سید السادات غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے۔

شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ زبدۃ الآثار شریف میں فرماتے ہیں:

یہ کتاب بہجۃ الاسرار کتاب عظیم و شریف و مشہور ہے اور اس کے مصنف علمائے قراءات سے عالم معروف و مشہور اور ان کے احوال[عہ] شریفہ کتابوں میں مذکور و مسطور[1]

امام شمس الدین ذہبی کہ علم حدیث و اسماء الرجال میں جن کی جلالت شان عالم آشکارا اس جناب کی مجلس درس میں حاضر ہوئے اور اپنی کتاب طبقات المقرئین میں ان کے مدائح لکھے۔

امام محدث محمد بن محمد بن محمد بن الجزری مصنف حصن حصین اس جناب کے سلسلۂ تلامذہ میں ہیں اُنھوں نے یہ کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار شریف اپنے شیخ سے پڑھی اور اس کی سند و اجازت حاصل کی[2]

ان سب باتوں کی تفصیل اور اس نماز مبارک کا دلائل شرعیہ و اقوال و افعال علماء و اولیاء سے ثبوت جلیل فقیر غفر اللہ تعالٰی لہٗ کے رسالہ انہار الانوار من یم صلٰوۃ الاسرار میں ہے فعلیك بما تجد فیہا مایشفی الصدور اس رسالہ کا مطالعہ تجھ پر لازم ہے اس میں تو

عہ امام جلال الدین سیوطی نے ان جناب کو الامام الاوحد لکھا یعنی امام یکتا بے نظیر ۱۲ منہ۔

[1] زبدۃ الآثار بکسلنگ کمپنی بمبئی ص ۲

[2] 〃 〃 〃 〃 〃 〃

ویکشف العمی والحمد للّٰہ رب العٰلمین۔ وہ کچھ پائے گا جو دلوں کو شفا دیتا ہے اور اندھاپن کو دُور کرتا ہے اور سب تعریفیں اللہ تعالٰی کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے (ت)

امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کتاب مستطاب "لواقح الانوار فی طبقات الاخیار" میں فرماتے ہیں:

سیدی محمد غمری رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ایک مرید بازار میں تشریف لئے جاتے تھے، ان کے جانور کا پاؤں پھسلا، باآواز پکارا یاسیدی محمد یاغمری، اُدھر ابن عمر حاکم صعید کو بحکم سلطان چقمق قید کئے لئے جاتے تھے، ابن عمر نے فقیر کا ندا کرنا سُنا، پوچھا یہ سیدی محمد کون ہیں؟ کہا میرے شیخ۔ کہا میں ذلیل بھی کہتا ہُوں یاسیدی یاغمری لاحِظنی اے میرے سردار اے محمد غمری! مجھ پر نظرِ عنایت کرو۔ ان کا یہ کہنا کہ حضرت سیدی محمد غمری رضی اللہ تعالٰی عنہ تشریف لائے اور مدد فرمائی کہ بادشاہ اور اس کے لشکریوں کی جان پر بن گئی، مجبورانہ ابن عمر کو خلعت دے کر رخصت کیا۔[1]

اسی میں ہے:

سیدی شمس الدین محمد حنفی رضی اللہ تعالٰی عنہ اپنے حجرۂ خلوت میں وضو فرما رہے تھے ناگاہ ایک کھڑاؤں ہوا پر پھینکی کہ غائب ہوگئی حالانکہ حجرے میں کوئی راہ اس کے ہوا پر جانے کی نہ تھی، دوسری کھڑاؤں اپنے خادم کو عطا فرمائی کہ اسے اپنے پاس رہنے دے جب تک وہ پہلی واپس آئے، ایک مدت کے بعد ملکِ شام سے ایک شخص وہ کھڑاؤں مع اور ہدایا کے حاضر لایا اور عرض کی کہ اللہ تعالٰی حضرت کو جزائے خیر دے جب چور میرے سینہ پر مجھے ذبح کرنے بیٹھا میں نے اپنے دل میں کہا یاسیدی محمد یاحنفی، اُسی وقت یہ کھڑاؤں غیب سے آکر اس کے سینہ پر لگی کہ غش کھا کر اُلٹا ہوگیا اور مجھے بہ برکتِ حضرت اللہ عزوجل نے نجات بخشی۔[2]

---

[1] لواقح الانوار فی طبقات الاخیار ترجمہ ۳۲۴ الشیخ محمد الغمری مصطفی البابی مصر ۲/ ۸۸

[2] " " " " " " ۳۲۵ سیدنا و مولانا شمس الدین حنفی " " " ۲/ ۹۵

اسی میں ہے:

ولیِ ممدوح قدس سرہ کی زوجۂ مقدسہ بیماری سے قریب مرگ ہوئیں تو وہ یوں ندا کرتی تھیں یاسیدی احمد یا بدوی خاطرك معی اے میرے سردار اے احمد بدوی! حضرت کی توجہ میرے ساتھ ہے۔ ایک دن حضرت سیدی احمد کبیر بدوی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں: کب تک مجھے پکارے گی اور مجھ سے فریاد کرے گی تو جانتی نہیں کہ تو ایک بڑے صاحبِ تمکین (یعنی اپنے شوہر) کی حمایت میں ہے، اور جو کسی ولیِ کبیر کی درگاہ میں ہوتا ہے ہم اس کی ندا پر اجابت نہیں کرتے، یوں کہہ یاسیدی محمد یا حنفی، کہ یہ کہے گی تو اللہ تعالٰی تجھے عافیت بخشے گا۔ ان بی بی نے یونہی کہا، صبح کو خاصی تندرست اٹھیں، گویا کبھی مرض نہ تھا[1]۔

اسی میں ہے حضرت ممدوح رضی اللہ تعالٰی عنہ اپنے مرضِ موت میں فرماتے تھے:

من کانت لہ حاجۃ فلیأت الٰی قبری و یطلب حاجتہ اقضہا لہ فان ما بینی و بینکم غیر ذراع من تراب وکل رجل یحجبہ عن اصحبہ ذراع من تراب فلیس برجل[2]۔

جسے کوئی حاجت ہو وہ میری قبر پر حاضر ہو کر حاجت مانگے میں روا فرمادوں گا کہ مجھ میں تم میں یہی ہاتھ بھر مٹی ہی تو حائل ہے اور جس مرد کو اتنی مٹی اپنے اصحاب سے حجاب میں کردے وہ مرد کاہے کا۔

اسی طرح حضرت سیدی محمد بن احمد فرغل رضی اللہ تعالٰی عنہ کے احوال شریفہ میں لکھا:

کان رضی اللہ تعالٰی عنہ یقول انا من المتصرفین فی قبورھم فمن کانت لہ حاجۃ فلیأت الٰی قبالۃ وجھی ویذکرھا لی اقضہا لہ[3]۔

فرمایا کرتے تھے میں اُن میں ہوں جو اپنی قبور میں تصرف فرماتے ہیں جسے کوئی حاجت ہو میرے پاس میرے چہرۂ مبارک کے سامنے حاضر ہو کر مجھ سے اپنی حاجت کہے میں روا فرمادوں گا۔

اسی میں ہے:

مروی ہوا ایک بار حضرت سیدی مدین بن احمد اشمونی رضی اللہ تعالٰی نے وضو

---

[1] و [2] لواقح الانوار فی طبقات الاخیار ترجمہ ۳۲۵ سیدنا و مولٰنا شمس الدین الحنفی مصطفی البابی مصر ۲/۹۶

[3] لواقح الانوار فی طبقات الاخیار ترجمہ ۳۲۹ الشیخ محمد بن احمد الفرغل مصطفی البابی مصر ۲/۱۰۵

فرماتے میں ایک کھڑاؤں بلادِ مشرق کی طرف پھینکی، سال بھر کے بعد ایک شخص حاضر ہوئے اور وہ کھڑاؤں اُن کے پاس تھی انھوں نے حال عرض کیا کہ جنگل میں ایک بدوضع نے ان کی صاحبزادی پر دست درازی چاہی، لڑکی کو اس وقت اپنے باپ کے پیرومرشد حضرت سیدی مدین کا نام معلوم نہ تھا یُوں ندا کی یَا شَیْخَ اَبِیْ لَاحِظْنِیْ اے میرے باپ کے پیر مجھے بچائیے۔ یہ ندا کرتے ہی وُہ کھڑاؤں آئی لڑکی نے نجات پائی، وہ کھڑاؤں اُن کی اولاد میں اب تک موجود ہے۔[1]

اسی میں سیدی موسٰی ابوعمران رحمہ اللہ تعالٰی کے ذکر میں لکھتے ہیں :

کان اذا ناداہُ مریدُہٗ اجابہ من مسیرۃِ سنۃٍ اواکثر[2]

جب ان کا مرید جہاں کہیں سے انھیں ندا کرتا جواب دیتے اگرچہ سال بھر کی راہ پر ہوتا یا اس سے بھی زائد۔

حضرت شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی اخبار الاخیار شریف میں ذکر مبارک حضرت سید اجل شیخ بہاء الحق والدین بن ابراھیم وعطاء اللہ الانصاری القادری الشطاری الحسینی رضی اللہ تعالٰی عنہ میں حضرت ممدوح کے رسالہ مبارکہ شطاریہ سے نقل فرماتے ہیں :

ذکر کشفِ ارواح یا احمد یا محمد در دو طریق ست، یک طریق آنست یا احمد را در راستا بگوید و یا محمد را در چپا بگوید و در دل ضرب کند یا رسول اللہ۔ طریق دوم آنست کہ یا احمد را در راستا گوید و چپا یا محمد و در دل وہم کند یا مصطفٰی۔ دیگر ذکر یا احمد یا محمد یا علی یا حسن یا حسین یا فاطمہ شش طرفی ذکر کند کشف جمیع ارواح شود دیگر اسمائے

کشف ارواح کے ذکر یا احمد و یا محمد میں دو طریقے ہیں، پہلا طریقہ یہ ہے کہ یا احمد دائیں طرف اور یا محمد بائیں طرف سے کہتے ہوئے دل پر یا رسول اللہ کی ضرب لگائے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ یا احمد دائیں طرف اور یا محمد بائیں طرف سے کہتے ہوئے دل میں یا مصطفٰی کا خیال جمائے۔ اس کے علاوہ دیگر اذکار یا محمد، یا احمد، یا علی، یا حسن، یا حسین، یا فاطمہ کا چھ طرفی ذکر کرنے سے

---

[1] لواقح الانوار فی طبقات الاخیار ترجمہ ۳۲۶ الشیخ مدین بن احمد الاشمونی مصطفٰی البابی مصر ۲/ ۱۰۲

[2] " " " " " " " ۳۱۳ الشیخ موسٰی المکنی بابی عمران " " " ۲/ ۲۱

36

ملائکہ مقرب ہمیں تاثیر دارند یا جبریل، یا میکائیل، یا اسرافیل، یا عزرائیل چہار ضربی، ویگر ذکر اسم شیخ یعنی بگوید یا شیخ یا شیخ ہزار بار بگوید کہ حرف ندا را از دل بکشد طرف راستا برد و لفظ شیخ را در دل ضرب کند۔[1]

تمام ارواح کا کشف حاصل ہوجاتا ہے۔ مقرب فرشتوں کے ناموں کا ذکر بھی تاثیر رکھتا ہے، یا جبرائیل، یا میکائیل، یا اسرافیل، یا عزرائیل کا چار ضربی ذکر کرے۔ نیز اسم شیخ کا ذکر کرتے ہوئے یا شیخ یا شیخ ہزار بار اس طرح کرے کہ حرفِ ندا کو دل سے کھینچتے ہوئے دائیں طرف لے جائے اور لفظِ شیخ سے دل پر ضرب لگائے۔ (ت)

حضرت سیدی نور الدین عبدالرحمٰن مولانا جامی قدس سرہ السامی نفحات الانس شریف میں حضرت مولوی معنوی قدس سرہ العلی کے حالات میں لکھتے ہیں کہ مولانا روح اللہ روحہ، نے قریبِ انتقال ارشاد فرمایا:

از رفتنِ من غمناک مشوید کہ نور منصور رحمہ اللہ تعالٰی بعد از صد و پنجاہ سال بر روحِ شیخ فرید الدین عطار رحمہ اللہ تعالٰی تجلّی کرد و مرشد او شد۔[2]

ہمارے جانے سے غمگین مت ہوں کہ حضرت منصور علیہ الرحمہ کا نور ایک سو پچاس ۱۵۰ سال بعد شیخ فرید الدین عطار کی روح پر تجلی کرتے ہوئے اُن کا مرشد ہوگیا۔ (ت)

اور فرمایا:

در ہر حالتے کہ باشید مرا یاد کنید تا من شما را مُمِد باشم در ہر لباسے کہ باشم۔[3]

تم جس حالت میں رہو مجھے یاد کرو تاکہ میں تمہارا مددگار رہوں میں چاہے جس لباس میں ہوں۔ (ت)

اور فرمایا:

در عالَم مارا دو تعلق ست، یکے بہ بدن و یکے بشما، و چوں بہ عنایتِ حق سبحانہٗ و تعالٰی فرد و مجرد شوم و

دُنیا میں ہمارے دو تعلق ہیں، ایک بدن کے ساتھ اور دوسرا تمہارے ساتھ۔ جب حق تعالٰی کی عنایت سے میں فرد و مجرد ہوجاؤں گا اور عالم

---

[1] اخبار الاخیار ترجمہ شیخ بہاء الدین براہیم عطاء اللہ الانصاری مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ص ۱۹۹

[2] و [3] نفحات الانس ترجمہ مولانا جلال الدین رومی کتابفروشی محمودی ص ۴۶۲ و ۴۶۳

عالم تجرید و تفرید رُوئے نماید آں تعلق نیز از آں شما خواہد بود[1]

تفرید و تجرید ظاہر ہوجائے گا تو یہ تعلق بھی تمہارے لئے ہوگا۔(ت)

شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم میں لکھتے ہیں:

وصلّی علیک اللہ یا خیرَ خَلقہٖ ویا خیرَ مامُول ویا خیرَ واھبِ
ویا خیرَ من یرجٰی لکشف رَزِیّۃٍ ومن جودُہٗ قد فاق جُود السحائبِ
وانت مجیری من ھجوم مُلِمَّۃٍ اذا انشبت فی القلب شرَّ المخالبِ[2]

اور خود اس کی شرح و ترجمہ میں کہتے ہیں:

(فصل یازدہم در ابتہال بجناب آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) رحمت فرستد بر تو خدائے تعالٰی اے بہترین خلقِ خدا، و اے بہترین کسیکہ امید داشتہ شود، اے بہترین عطا کنندہ و اے بہترین کسیکہ امید داشتہ باشد برائے ازالہ مصیبتے و اے بہترین کسیکہ سخاوتِ او زیادہ است از باراں، بارہا گواہی میدہم کہ تو پناہ دہندہ منی از ہجوم کردن مصیبتے وقتیکہ بخلاند در دل بدترین چنگالہا را[3] اھ ملخصاً

(گیارھویں فصل حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی بارگاہ میں عاجزانہ فریاد کے بارے میں) اے خلقِ خدا سے بہتر! آپ پر اللہ تعالٰی درود بھیجے۔ اے بہترین شخص جس سے امید کی جاتی ہے اور اے بہترین عطا کرنے والے۔ اے بہترین شخص کہ مصیبت کو دُور کرنے میں جس سے امید رکھی جاتی ہے۔ اور جس کی سخاوت بارش پر فوقیت رکھتی ہے۔ آپ ہی مجھے مصیبتوں کے ہجوم سے پناہ دینے والے ہیں جب وہ میرے دل میں بدترین پنجے گاڑتی ہیں۔(ت)

اسی کے شروع میں لکھتے ہیں:

ذکر بعض حوادثِ زماں کہ دراں حوادث لابدست از استمداد بروحِ آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم[4]

بعض حوادثِ زمانہ کا ذکر جن حوادث میں حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی روحِ اقدس سے مدد طلب کرنا ضروری ہے۔(ت)

---

[1] نفحات الانس ترجمہ مولانا جلال الدین الرومی کتابفروشی محمودی ص ۴۶۲ و ۴۶۳
[2] اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم فصل یازدہم مجتبائی دہلی ص ۲۲
[3] " " " " " " " " "
[4] " " " " " فصل اول " ص ۲

اسی کی فصلِ اول میں لکھتے ہیں :

بہ نظر نمی آید مرا مگر آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کہ جائے دست زدن اندوہگین ست در ہر شدتے۔[1]

مجھے حضور انور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سوا کوئی نظر نہیں آتا کیونکہ ہر سختی میں غمزدوں کی پناہ گاہ آپ ہی ہیں۔ (ت)

یہی شاہ صاحب قصیدہ "مدحیہ حمزیہ" میں لکھتے ہیں : ؎

ینادی ضارعًا لخضوع قلب ۔۔۔ وذل وابتھال والتجاء

رسول اللہ یا خیر البرایا ۔۔۔ نوالك ابتغی یوم القضاء

اذا ماحل خطب مدلھم ۔۔۔ فانت الحصن من کل البلاء

الیك توجھی وبك استنادی ۔۔۔ وفیك مطامعی وبك ارتجائی[2]

اور خود ہی اس کی شرح و ترجمہ میں لکھتے ہیں :

فصل ششم در مخاطبہ جناب عالی علیہ افضل الصلوات و اکمل التحیات والتسلیمات ندا کند زار و خوار شدہ بشکستگی دل و اظہارِ بے قدری خود بہ اخلاص در مناجات و بہ پناہ گرفتن بایں طریق کہ اے رسولِ خدا! اے بہترینِ مخلوقات عطائے ے خواہم روز فیصل کردن، وقتے کہ فرود آید کارِ عظیم در غایتِ تاریکی، پس توئی پناہ از ہر بلا، بسوئے تست رُو آوردنِ منُ بہ تست پناہ گرفتنِ من و در تست امید داشتنِ من[3] اھ ملخصًا۔

چھٹی فصل عالی مرتبت سرورِ عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو پکارنے کے بیان میں۔ آپ پر بہترین درود اور کامل ترین سلام ہو۔ ذلیل و خوار شخص شکستہ دل، ذلت و رسوائی، عجز و انکسار کے ساتھ پناہ طلب کرتے ہوئے یوں پکارتا ہے: اے اللہ تعالٰی کے رسول! اے بہترینِ خلق! میں فیصلے کے دن آپ کی عطا کا طلبگار ہوں۔ جب انتہائی اندھیرے میں بہت بڑی مصیبت نازل ہو تو ہر بلا میں پناہ گاہ تُو ہی ہے۔ میری توجہ تیری طرف ہے، تجھ ہی سے میں پناہ لیتا ہوں، تجھ ہی سے طمع و امید رکھتا ہوں اھ ملخصًا (ت)

---

[1] اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم فصل اول مجتبائی دہلی ص ۴

[2] 〃 〃 〃 〃 〃 فصل ششم مطبع مجتبائی دہلی ص ۳۳

[3] 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 ص ۳۳ و ۳۴

یہی شاہ صاحب "انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ" میں قضائے حاجت کے لئے ایک ختم کی ترکیب یوں نقل کرتے ہیں:

اوّل دو رکعت نفل، بعد ازاں یک صد و یازدہ بار درود و بعد ازاں یک صد و یازدہ بار کلمۂ تمجید و یک صد و یازدہ بار شیئاً للہ یا شیخ عبد القادر جیلانی۔[1]

پہلے دو۲ رکعت پڑھے پھر ایک سو گیارہ بار درود شریف، ایک سو گیارہ بار کلمۂ تمجید، پھر ایک سو گیارہ بار یہ پڑھے: اے شیخ عبد القادر جیلانی! خدا را کچھ عطا فرمائیں۔ (ت)

اسی انتباہ سے ثابت کہ یہی شاہ صاحب اور اُن کے شیخ و استاذِ حدیث مولانا طاہر مدنی جن کی خدمت میں مدتوں رہ کر شاہ صاحب نے حدیث پڑھی اور ان کے شیخ و استاذ و والد مولٰینا ابراہیم کُردی اور اُن کے استاذ مولٰینا احمد قشاشی اور ان کے استاذ مولٰینا احمد شناوی اور شاہ صاحب کے استاذ الاستاذ مولٰینا احمد نخلی کہ یہ چاروں حضرات بھی شاہ صاحب کے اکثر سلاسلِ حدیث میں داخل اور شاہ صاحب کے پیرومرشد شیخ محمد سعید لاہوری جنھیں انتباہ میں "شیخ معمر ثقہ" کہا اور اعیانِ مشائخ طریقت سے گنا اور ان کے پیر شیخ محمد اشرف لاہوری اور ان کے شیخ مولٰینا عبد الملک اور ان کے مرشد شیخ بایزید ثانی اور شیخ شناوی کے پیر حضرت سید صبغۃ اللہ بروجی اور ان دو۲ صاحبوں کے پیرومرشد مولانا وجیہ الدین علوی شارح ہدایہ و شرح وقایہ اور ان کے شیخ حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری علیہم رحمۃ الملک الباری، یہ سب اکابر نادِ علی کی سندیں لیتے اور اپنے تلامذہ و مستفیدین کو اجازتیں دیتے اور یا علی یا علی کا وظیفہ کرتے وللہ الحجۃ السامیہ، جسے اس کی تفصیل دیکھنی ہو فقیر کے رسالہ انہار الانوار و حیات المولت فی بیان سماع الاموات کی طرف رجوع کرے۔

شاہ عبد العزیز صاحب نے بستان المحدثین میں حضرتِ ارفع و اعلٰی امام العلما نظام الاولیا

---

[1] الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ

نوٹ: الانتباہ دو۲ حصوں پر مشتمل ہے، پہلے حصہ میں سلاسلِ طریقت بیان کئے گئے ہیں اور دوسرے حصہ میں فقہ و حدیث کی سندیں بیان کی گئی ہیں۔ دوسرا حصہ مکتبہ سلفیہ لاہور نے "وصاف النبیہ" کے نام سے شائع کیا تھا، ناشر نے مقدمہ میں تصریح کی ہے کہ اس حصہ کا ایک باب نہیں مل سکا اور وہ کچھ ضروری بھی نہ تھا، غالباً یہ حوالہ اسی "غیر ضروری" حصہ میں قلم زد ہوگیا ہے ۱۲ شرف قادری۔

حضرت سیدی احمد زرّوق مغربی قدس سرہ استاذ شمس الدین لقانی و امام شہاب الدین قسطلانی شارح صحیح بخاری کی مدحِ عظیم لکھی کہ وہ جناب ابدالِ سبعہ و محققین صوفیہ سے ہیں، شریعت و حقیقت کے جامع، باوصف علوّ باطن، ان کی تصانیف علومِ ظاہری میں بھی نافع و مفید و بکثرت ہیں۔ اکابر علماء فخر کرتے ہیں کہ ہم ایسے جلیل القدر عالم و عارف کے شاگرد ہیں، یہاں تک کہ لکھا:

بالجملہ مردے جلیل القدر است کہ مرتبۂ کمالِ او فوق الذکر است۔

خلاصہ یہ کہ وہ بڑی قدر و منزلت والے بزرگ ہیں کہ ان کا مقام و مرتبہ ذکر سے ماوراء ہے۔ (ت)

پھر اس جناب جلالت مآب کے کلام سے دو بیتیں نقل کیں کہ فرماتے ہیں:

انا لمریدی جامع لشتاتہ ۔۔۔ اذا ماسطا جورُ الزمان بنکبتہ
وان کنت فی ضیقٍ وکربٍ ووحشۃٍ ۔۔۔ فنادبیا زرّوق اٰتِ بسرعتہٖ[1]

یعنی میں اپنے مرید کی پریشانیوں میں جمعیت بخشنے والا ہوں جب ستمِ زمانہ اپنی نحوست سے اس پر تعدی کرے اور تو تنگی و تکلیف و وحشت میں ہو تو یوں نداء کر "یا زرّوق" میں فوراً آموجود ہوں گا۔

علامہ زیادی پھر علامہ اجہوری صاحبِ تصانیفِ کثیرہ مشہورہ، پھر علامہ داؤدی محشی شرح منہج، پھر علامہ شامی صاحبِ ردالمحتار حاشیہ درمختار گم شدہ چیز ملنے کے لئے فرماتے ہیں کہ:

"بلندی پر جا کر حضرت سیدی احمد بن علوان یمنی قدس سرہٗ کے لئے فاتحہ پڑھے پھر انھیں نداء کرے کہ یا سیدی احمد یا ابن علوان۔"[2]

شامی مشہور و معروف کتاب ہے۔ فقیر نے اس کے حاشیہ کی یہ عبارت اپنے رسالہ حیاۃ الموات کے ہامش تکملہ پر ذکر کی۔

غرض یہ صحابۂ کرام سے اس وقت تک کے اس قدر ائمہ و اولیاء و علماء ہیں جن کے اقوال فقیر نے ایک ساعتِ قلیلہ میں جمع کئے۔ اب مشرک کہنے والوں سے صاف صاف پوچھنا چاہئے کہ

---

[1] بستان المحدثین حاشیۂ سید زرّوق فاسی علی البخاری ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۲۲
[2] حواشی الشامی علی ردالمحتار کتاب اللقطہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۳/۳۲۴

عثمان بن حنیف و عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن عمر صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے لے کر شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز صاحب اور اُن کے اساتذہ و مشائخ تک سب کو کافر و مشرک کہتے ہو یا نہیں؟ اگر انکار کریں تو الحمدللہ ہدایت پائی اور حق واضح ہوگیا اور بے دھڑک ان سب پر کفر و شرک کا فتوٰی جاری کریں تو ان سے اتنا کہئے کہ اللہ تمھیں ہدایت کرے۔ ذرا آنکھیں کھول کر دیکھو تو کسے کہا اور کیا کچھ کہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور جان لیجئے کہ مذہب کی بناء پر صحابہ سے لے کر اب تک کے اکابر سب معاذاللہ مشرک و کافر ٹھہریں وہ مذہب خدا و رسول کو کس قدر دشمن ہوگا۔

صحیح حدیثوں میں آیا کہ "جو مسلمان کو کافر کہے خود کافر ہے"[1] اور بہت ائمہ دین نے مطلقاً اس پر فتوٰی دیا جس کی تفصیل فقیر نے اپنے رسالہ النھی الاکید عن الصلٰوۃ وراء عدی التقلید میں ذکر کی۔ ہم اگرچہ بحکم احتیاط تکفیر نہ کریں تاہم اس قدر میں کلام نہیں کہ ایک گروہ ائمہ کے نزدیک یہ حضرات کہ یارسول اللہ و یاعلی و یاحسین و یاغوث الثقلین کہنے والے مسلمانوں کو کافر و مشرکین کہتے ہیں خود کافر ہیں تو ان پر لازم کہ نئے سرے سے کلمہ اسلام پڑھیں اور اپنی عورتوں سے نکاح جدید کریں۔ دُرِّمختار میں ہے:

مافیہ خلاف یؤمر بالاستغفار و التوبۃ و تجدید النکاح[2] ۔ اور جس چیز کے کفر میں اختلاف ہو اسکے مرتکب کو استغفار و توبہ اور تجدید نکاح کا حکم دیا جائے گا۔ (ت)

فائدہ: حضور سیّد عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ندا کرنے کے عمدہ دلائل سے "التحیات" ہے جسے ہر نمازی ہر نماز کی دو رکعت پر پڑھتا ہے اور اپنے نبی کریم علیہ افضل الصلٰوۃ والتسلیم سے عرض کرتا ہے السلام علیك ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ سلام حضور پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔

اگر ندا معاذاللہ شرک ہے تو یہ عجب شرک ہے کہ عین نماز میں شریک و داخل ہے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اور یہ جاہلانہ خیال محض باطل کہ التحیات زمانہ اقدس سے ویسے ہی چلی آتی ہے تو مقصود ان لفظوں کی ادا ہے نہ کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ

[1] صحیح البخاری کتاب الادب باب من اکفر اخاہ بغیر تاویل قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۹۰۱
صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان حال الایمان من قال لاخیہ المسلم یاکافر " " ۱/ ۵۷
[2] الدرالمختار کتاب الجہاد باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۹

وسلم کی ندائے حاشا وکلّا شریعتِ مطہرہ نے نماز میں کوئی ذکر ایسا نہیں رکھا ہے جس میں صرف زبان سے لفظ نکالے جائیں اور معنے مراد نہ ہوں۔ نہیں نہیں بلکہ قطعاً یہی درکار ہے التحیات للہ والصلوات سے حمدِ الٰہی کا قصد رکھے اور السلام علیك ایها النبی ورحمة اللہ وبرکاته سے یہ ارادہ کرے کہ اس وقت میں اپنے نبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سلام کرتا اور حضور سے بالقصد عرض کررہا ہوں کہ سلام حضور اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔

فتاوٰئے عالمگیری میں شرح قدوری سے ہے:

لابُدّ من ان یقصد بالفاظ التشہد معانیها التی وضعت لها من عندہ کانه یُحَیّ اللہ تعالٰی ویسلم علی النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم وعلٰی نفسه وعلٰی اولیاء اللہ تعالٰی۔[1]

تشہد کے الفاظ سے ان معانی کا قصد کرنا ضروری ہے جن کے لئے ان الفاظ کو وضع کیا گیا ہے اور جو نمازی کی طرف سے مقصود ہوں۔ گویا کہ نمازی اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں نذرانۂ عبادت پیش کررہا ہے اور نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر، خود اپنی ذات پر اور اولیاء اللہ پر سلام بھیج رہا ہے۔(ت)

تنویر الابصار اور اس کی شرح دُرِّ مختار میں ہے:

(ویقصد بالفاظ التشہد) معانیها مرادة له علٰی وجه (الانشاء) کانه یحیّ اللہ تعالٰی ویسلم علٰی نبیه وعلٰی نفسه واولیائه (لاالاخبار) عن ذٰلك ذکرہ فی المجتبٰی۔[2]

الفاظِ تشہد سے اُن کے معانی مقصودہ کا بطورِ انشاء قصد کرے، گویا کہ وہ اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں اظہارِ بندگی کررہا ہے اور اس کے نبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم، خود اپنی ذات اور اولیاء اللہ پر سلام بھیج رہا ہے، ان الفاظ سے حکایت وخبر کا قصد نہ کرے۔ اس کو مجتبٰی میں ذکر کیا ہے۔(ت)

علامہ حسن شرنبلالی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں فرماتے ہیں:

یَقْصُدُ مَعَانِیَهٗ مُرَادَةً لَهٗ عَلٰی

قصد کرے معنی مقصودہ کا بایں طور کہ نمازی

---

[1] الفتاوی الہندیۃ کتاب الصلوٰۃ الفصل الثانی نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۷۲

[2] الدر المختار شرح تنویر الابصار کتاب الصلوٰۃ باب صفۃ الصلوٰۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۷۷

اَنَّہٗ یُنْشِئُھَا تَحِیَّۃً وَّسَلَامًا مِّنْہٗ[1] اپنی طرف سے تحیۃ اور سلام پیش کر رہا ہے۔ (ت)

اسی طرح بہت علماء نے تصریح فرمائی۔ اس پر بعض سفہائے منکرین یہ عذر گھڑتے ہیں کہ صلوٰۃ وسلام پہنچانے پر ملائکہ مقرر ہیں تو ان میں نداء جائز اور ان کے ماوراء میں ناجائز، حالانکہ یہ سخت جہالت بے مزہ ہے، قطع نظر بہت اعتراضوں سے جو اس پر وارد ہوتے ہیں ان ہوشمندوں نے اتنا بھی نہ دیکھا کہ صرف درود وسلام ہی نہیں بلکہ اُمت کے تمام اقوال وافعال واعمال روزانہ دو وقت سرکار عرش وقار حضور سید الابرار صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں عرض کیے جاتے ہیں۔ احادیثِ کثیرہ میں تصریح ہے کہ مطلقاً اعمالِ حسنہ وسیئہ سب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں، اور یونہی تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور والدین واعزاء واقارب سب پر عرضِ اعمال ہوتی ہے۔ فقیر نے اپنے رسالہ "سلطنۃ المصطفٰی فی ملکوت کل الورٰی" میں وہ سب حدیثیں جمع کیں، یہاں اسی قدر بس ہے کہ امام اجل عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی:

لیس من یوم الا وتعرض علی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اعمالُ اُمتہ غدوۃ وعشیا فیعرفھم بسیماھم واعمالھم[2]

یعنی کوئی دن ایسا نہیں جس میں سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر اعمالِ اُمت ہر صبح وشام پیش نہ کیے جاتے ہوں، تو حضور کا اپنے اُمتیوں کو پہچاننا ان کی علامت اور ان کے اعمال دونوں وجہ سے ہے (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وعلٰی آلہٖ وصحبہٖ وشرف وکرم)۔

فقیر غفراللہ تعالٰی لہٗ بتوفیق اللہ عزوجل اس مسئلے میں ایک کتابِ مبسوط لکھ سکتا ہے مگر منصف کے لیے اسی قدر وافی، اور خدا ہدایت دے تو ایک حرف کافی۔

اکفنا شر المضلین یا کافی وصل علٰی سیدنا ومولٰنا محمدن الشافی واٰلہٖ وصحبہٖ حماۃ الدین

اے کفایت فرمانے والے! ہماری طرف سے گمراہ کرنے والوں کے شر کا دفاع فرما۔ ہمارے آقا ومولٰی محمد مصطفٰی پر درود نازل فرما

---

[1] مراقی الفلاح علٰی ہامش حاشیۃ الطحطاوی کتاب الصلوٰۃ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۱۵۵

[2] المواہب اللدنیۃ بحوالہ ابن المبارک عن سعید ابن المسیب المقصد الرابع الفصل الثانی بیروت ۲/ ۶۹۷

الصافی اٰمین والحمد للہ رب العالمین۔

جو شفا عطا فرمانے والے ہیں اور آپ کے آل واصحاب پر جو دین صافی کے حامی ہیں آمین والحمد للہ رب العٰلمین (ت)

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بمحمدن المصطفٰی النبی الامی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

محمدی سنی حنفی قادری ۱۳۰۱
عبدالمصطفٰی احمد رضا خاں

رسالہ
انوار الانتباہ فی حل نداء یارسول اللہ
ختم ہوا